مولانا زاہد الراشدی

گوریلا کارروائیوں کی دینی حیثیت

جہاد کے حوالے سے گزشتہ مضمون میں اس اشکال پر کچھ گزارشات پیش کی تھیں کہ قرآن کریم نے سورۃ الانفال کی آیت ۶۶ میں کفار کے مقابلے کیلئے جب افرادی قوت میں ایک اور دو کا تناسب بیان کیا ہے تو دوگنا سے زیادہ قوت کے خلاف میدان جہاد میں اترنا قرآن کریم کی رو سے کیسے جائز قرار پائے گا؟ اس کی وضاحت میں عرض کیا تھا کہ یہ تناسب جہاد کے جواز اور آغاز کی شرط کے طور پر بیان نہیں ہوا، بلکہ میدان جہاد سے پیچھے ہٹنے کیلئے آخری حد تک کے طور پر مذکور رہا ہے، ورنہ خود جناب نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد متعدد ایسے معرکوں کی قیادت کی، جن میں مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی افرادی قوت کا تناسب دس گنا تک بھی رہا ہے۔ اس پس منظر میں ایک اور پہلو پر آج کچھ معروضات پیش کی جا رہی ہیں، وہ یہ کہ چھاپہ مار دستوں کی کارروائیاں اور گوریلا جنگیں شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ اور کیا جناب نبی اکرم ﷺ کے اسوہ میں اس حوالے سے کوئی رہنمائی ملتی ہے؟ کیونکہ آج دنیا میں دہشت گردی کے خلاف امریکی اتحاد کی عالمی مہم میں سے زیادہ ہدف وہی گروپ ہیں جو چھوٹے چھوٹے گروپوں کی صورت میں منظم ملکوں کے خلاف چھاپہ مار اور گوریلا کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ ایسے گروپوں کو امریکہ کی طرف سے ''دہشت گرد'' قرار دے کر ان کی جو فہرست شائع کی گئی ہے، ان میں بیشتر گروپ مسلمانوں کے ہیں، جو اسلام کے نام پر اور جہاد کے عنوان سے یہ کارروائیاں کر رہے ہیں اور ان کی کارروائیوں کا نشانہ ان کی مخالف اور محارب قوتوں کے علاوہ بعض اوقات غیر متعلقہ لوگ اور پرامن شہری بھی بن جاتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور تعلیمات و ارشادات پر ایک نظر ڈالی جائے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے اسوۂ مبارکہ میں اس بارے میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ جناب نبی اکرم ﷺ کے دور میں اس طرح کی چند چھاپہ مار کارروائیاں تاریخ کے ریکارڈ میں موجود ہیں، جن میں سے تین چار کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف نامی ایک یہودی سردار تھا، جو جناب نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا رہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک روز اس کی حرکتوں پر بے زاری کا اظہار فرمایا تو انصار مدینہ کے ایک نوجوان صحابیؓ حضرت محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ نے اشارہ پا کر کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے کا فیصلہ کیا اور بخاری شریف کی روایت کے مطابق دو تین ساتھیوں کے ہمراہ ایک چال کی صورت میں اسے اعتماد میں لینے کے بعد اسی کے قلعہ میں اس کا

کام تمام کردیا، جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

خیبر میں ابورافع نامی ایک یہود تاجر بھی اسی قسم کی سرگرمیوں میں مصروف رہتا تھا، اسے ٹھکانے لگانے کا کام انصار مدینہ کے ایک اور نوجوان عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ذمہ لیا اور چند ساتھیوں کے ہمراہ اس کے قلعہ تک جا پہنچے۔ عبداللہ بن عتیکؓ نے ساتھیوں کو قلعہ سے باہر محفوظ جگہ پر بٹھا کر خود قلعہ میں داخل ہونے کا حیلہ کیا اور رات کی تاریکی میں کسی نہ کسی طرح ابورافع کے بالا خانے تک پہنچ کر اکیلے ہی اس کا کام تمام کردیا، لیکن واپسی پر بالا خانے کی سیڑھی سے اترتے ہوئے عبداللہ بن عتیکؓ گر پڑے، جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس پہنچنے پر جب اپنی کارگزاری کی رپورٹ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ دکھائی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کی ٹانگ پر دست شفقت پھیرا۔ عبداللہ بن عتیکؓ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پھیرتے ہی وہ ٹانگ ایسے ٹھیک ہوئی، جیسے اس میں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

یمن کا علاقہ جناب نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلامی حکومت میں شامل ہوگیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے یمن کے مختلف علاقوں میں اپنے اعمال بھیج دیئے تھے، جن میں حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری جیسے معروف صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے، جبکہ صنعاء پر جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے شہر بن باذانؓ گورنر تھے، مگر نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار اسود عنسی نے نبوت کا اعلان کر کے بڑی تیزی سے یمنی قبائل کو اپنے گرد اکٹھا کیا اور شہر بن باذانؓ کو شہید کر کے صنعاء پر قبضہ کرلیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے دیگر عمال کو بھی یمن چھوڑنا پڑا۔ یہ جناب نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کی بات ہے۔ اس پر حضرت فیروز نے ایک جتھہ بنا کر چھاپہ مار کارروائی کی اور رات کی تاریکی میں شب خون مار کر اسود عنسی کو قتل کردیا، جس سے یمن پر مسلمانوں کا قبضہ دوبارہ بحال ہوگیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ اس کارروائی کی خبر جناب نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے بیماری کے دوران ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو یہ کہہ کر خوش خبری سنائی کہ فیروزؓ اپنے مشن میں کامیاب ہوگیا۔

یہ تین کارروائیاں وہ ہیں جو گوریلا کارروائیوں کے ضمن میں آتی ہیں، ان میں خود جناب نبی اکرم ﷺ کی منشا اور اشارہ شامل تھا اور جناب نبی اکرم ﷺ کی مرضی سے ان کارروائیوں کی منصوبہ بندی کی گئی، لیکن ایک کارروائی ایسی بھی ہے، جو بظاہر جناب نبی اکرم ﷺ کی منشا کے خلاف تھی، مگر نبی اکرم ﷺ نے اس کی حوصلہ شکنی کرنے کی بجائے اس کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی۔ بلکہ اس کارروائی کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نتائج وثمرات کو قبول فرمایا۔

حدیبیہ کی صلح میں قریشِ مکہ کی طرف سے یہ شرط لگائی گئی تھی کہ نبی اکرم ﷺ کا کوئی ساتھی آپ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ آئے گا تو مکہ والے اسے واپس کرنے کے پابند نہیں ہوں گے، مگر مکہ مکرمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے

گا تو نبی اکرم ﷺ اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس شرط پر صحابہ کرامؓ نے عموماً اور حضرت عمرؓ نے بطور خاص اضطراب کا اظہار بھی کیا تھا، حتیٰ کہ یہ شرط ضبط تحریر میں آنے کے بعد حضرت ابو جندلؓ پابہ زنجیر حالت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے، جنہیں اسلام قبول کرنے کی پاداش میں زنجیروں سے جکڑ دیا گیا تھا اور وہ کسی نہ کسی طرح زنجیر توڑ کر حدیبیہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے تو قریش کے نمائندوں نے ان کی واپسی کا مطالبہ کر دیا اور صحابہ کرامؓ کے تمام تر اضطراب اور بے چینی کے باوجود جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں اسی حالت میں واپس کر دیا۔ اس کے بعد جب نبی اکرم ﷺ معاہدہ مکمل کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو مکہ مکرمہ سے ابو بصیرؓ نامی ایک اور نوجوان بھی مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ان کے پیچھے قریش کے دو نمائندے ان کی واپسی کا مطالبہ لے کر آ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے معاہدہ کے مطابق حضرت ابو بصیر کو قریش کے ان دو نمائندوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس بھجوا دیا، مگر ابو بصیر نے واپس جاتے ہوئے راستہ میں ان میں سے ایک شخص کی تلوار پر کسی طرح قبضہ کر کے اسے قتل کر دیا جبکہ دوسرا بھاگ گیا، اس کے بعد ابو بصیر مدینہ منورہ آ گئے اور وہ بھاگا ہوا شخص بھی مدینہ منورہ پہنچ گیا، جس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ابو بصیر سے اس حرکت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ''یا رسول اللہ! آپ تو مجھے ان کے حوالے کر کے اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو چکے ہیں، اب یہ میری کارروائی ہے، جس کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ ''یہ شخص لڑائی کی آگ بھڑکائے گا''۔ ابو بصیرؓ نے جب دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اس کے اس عمل کو قبول نہیں فرما رہے اور شاید پھر اپنے زیادہ سخت پہرے میں مکہ مکرمہ واپس بھجوا دیں گے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے اور مکہ مکرمہ سے شام کی طرف جانے والے تجارتی راستے میں ایک جگہ سمندر کے کنارے ڈیرہ بنا لیا۔ مکہ مکرمہ میں حضرت ابو جندلؓ کو ان کا پتہ چلا تو وہ بھی کسی طرح وہاں پہنچ گئے اور اس کے بعد یہ رجحان عام ہو گیا کہ مکہ مکرمہ اور ارد گرد کا جو شخص بھی مسلمان ہوتا، وہ مدینہ منورہ جانے کی بجائے ابو بصیرؓ کے اس جتھے میں شامل ہو جاتا۔

پانچویں صدی ہجری کے معروف محدث حافظ ابن عبد البصیر نے الاستیعاب میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ رفتہ رفتہ اس جتھے کی تعداد تین سو سے تجاوز کر گئی اور اس کا معمول یہ بن گیا کہ قریش یا اس کے حلیف قبائل کو جو قافلہ بھی اس راستہ سے گزرتا، اسے لوٹ لیتے اور اس کا راستہ روکتے حتیٰ کہ شام کے ساتھ قریش کی تجارت مکمل طور پر بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس پر قریش مکہ کا ایک وفد جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ ابو بصیر کو ان کی کارروائیوں سے منع کر کے اپنے پاس بلا لیجئے، ہم وہ شرط واپس لینے کے لئے تیار ہیں، جس کے تحت آپ مکہ مکرمہ سے آنے والے مسلمانوں کو واپس بھجوانے کے پابند ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات قبول فرمائی، جس سے وہ شرط معاہدے سے نکال دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بصیرؓ کو خط لکھا کہ وہ اور ابو جندل مدینہ منورہ آ جائیں اور ان کے باقی ساتھی اپنے اپنے قبیلوں میں واپس چلے جائیں، لیکن جب یہ نامۂ مبارک حضرت ابو بصیرؓ کے

کوریلاکیمپ'' میں پہنچا، حضرت ابوبصیرؓ حالت نزع میں تھے، چنانچہ حضرت ابوجندلؓ ان کو یہ خط مبارک سنا ہی رہے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا، جبکہ ابوجندل اس کے بعد مدینہ منورہ آ گئے اور کیمپ کے باقی مجاہدین جناب نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اپنے اپنے قبیلوں میں واپس چلے گئے۔

حضرت ابوبصیرؓ، حضرت ابوجندلؓ اور ان کے سینکڑوں ساتھیوں کی یہ کارروائی واضح طور پر گوریلا کارروائی تھی جو آج کی نئی اصطلاح میں وہشت گردی ہی کہلائے گی، لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے اس چھاپہ مار ایکشن کے نتائج کو قبول کیا، وہ اسی گوریلا جنگ کے دباؤ کے تحت قریش مکہ کے ساتھ ہونے والے معاہدے پر نظر ثانی ہوئی اور اس کی یک طرفہ شق کو منسوخ کیا گیا بلکہ اس کارروائی کے خاتمہ کے بعد ''گوریلا کیمپ'' کے جو افراد واپس آئے، جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے خلاف کسی قسم کا ایکشن نہیں لیا اور انہیں ایک عام اور شریف شہری کے طور پر قبول کر لیا گیا۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس قسم کی گوریلا کارروائیوں کے بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور تعلیمات کیا ہیں اور یہ کارروائیاں تو ہر دور میں مظلوم قوموں کا شعار رہی ہیں۔ خود امریکہ کی اپنی جنگ آزادی سے لے کر چین کے انقلاب اور ویت نام کی جنگ آزادی تک اگر اس قسم کی گوریلا کارروائیوں اور چھاپہ مار حملوں کو درمیان سے نکال دیا جائے تو حریت، آزادی، خود مختاری اور حقوق کے نام پر لڑی جانے والی اس قسم کی بیسیوں بلکہ سینکڑوں جنگ ہائے آزادی کے دامن میں اور باقی رہ بھی کیا جاتا ہے؟

حادثہ کربلا

حادثۂ کربلا پر میں نے بیس برس مطالعہ کیا اور تاریخ کی تمام کتابیں کھنگال ڈالیں۔ دوران مطالعہ میری زبان اس موضوع پر بند رہی۔ جب مجھے شرح صدر ہوا تو پھر بولا ہوں، میں نے قرآن وسنت اور اجماع امت، یعنی اجماعِ صحابہؓ کی بنیاد پر ایک مؤقف اختیار کیا ہے۔ میں اسے حق سمجھ کر بیان کرتا ہوں۔ اب ماں نے کوئی بیٹا ایسا نہیں جنا جو مجھے چپ کرا سکے۔ ہاں! کوئی شخص اگر آج بھی مجھے اجماعِ امت کی دلیل کی بنیاد پر قائل کر لے تو میں اپنے مؤقف سے رجوع کر لوں گا۔ (اقتباسِ خطاب: جامعہ رشیدیہ ساہیوال ۱۹۸۰ء)

(جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

❁ ❁ ❁